درسِ قرآن
محمد احمد حافظ

# رسول اللہ ﷺ کا ادب

یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْاط وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْم.(البقرہ۔۱۰۴)

ترجمہ'':اے ایمان والو!تم ''رَاعِنَا'' مت کہواور(بلکہ) کہو''اُنْظُرْنَا'' اور سنتے رہواور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

''یا ایھا الذین آمنوا '' کے ذریعے خطاب کیوں؟ یہ پہلی نداء ہے اللہ تعالیٰ کی اپنے مومن بندوں کے لئے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے عنوان سے پکارا ہے، اس لئے کہ ''مومن'' کی اصل زندگی ایمان کے ساتھ ہی ہے، اگر ایمان ہے تو وہ نصیحت وموعظت کو دھیان لگا کر سنے گا۔ اوراس میں غور وفکراور تدبر وتعقل کرے گا۔ ایمان ہوگا تو احکامِ الٰہی، امرونواہی کے معاملات میں کسی فعل کواختیار کرنے یا ترک کرنے کی قدرت واستطاعت بھی ہوگی بخلاف اس بات کے کہ کافرعبرت وموعظت اورنصیحت کی بات پر دھیان نہیں دھرتا، چنانچہ اس کے پاس کوئی ایسی کسوٹی نہیں ہوتی جس کے ذریعے وہ اچھے اور برے میں تمیز کرسکے اور نہ ہی اس میں اتنی قدرت واستطاعت ہوتی ہے کہ کسی اچھے فعل کو اپنی خواہش کے مطابق اختیار کرسکے یا برے کاموں سے بچ سکے۔ اللہ تعالیٰ جب ''یا ایھا الذین اٰمنوا'' کہہ کرمومن بندوں کومخاطب فرماتے ہیں تو اس خطاب کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انہیں وہ آداب زندگی سکھائے جو انہیں کمال وسعادت کی اوج تک پہنچادیں یا پھر ایسے امور کی انجام دہی سے منع فرمائیں جو انہیں شقاوت وبدبختی اور تباہی وبربادی کے اندھے غاروں میں دھکیل سکتے ہیں۔ ''یا ایھا الذین اٰمنوا'' کا خطاب محبت اور پیار کا خطاب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر نظرِ شفقت ورحمت فرمارہے ہیں۔ عام انسانی زندگی کا مشاہدہ ہے کہ والدین کو اپنی والاد سے بہت محبت وانس ہوتی ہے اس لئے وہ اپنے بچوں کو پیار کے ساتھ پکارتے ہیں اورانہیں ابتداہی سے اچھے برے میں تمیز کرنا سکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس تو اپنے بندوں پر والدین سے ستر گنا زیادہ شفقت ورحمت کرنے والے ہیں، اسی لئے جب اپنے مومن بندوں کو کوئی خاص حکم دینا مقصو ہوتا ہے تو انہیں ''یا ایھا الذین اٰمنوا'' جیسے پیار بھرے خطاب کے ذریعے مخاطب فرماتے ہیں۔

## رسول اللہ ﷺ کا ادب:

قرآن مجید میں ''یا ایھا الذین آمنوا'' کے خطاب کے ذریعے مومنین کو جو پہلا حکم دیا گیا وہ ''ادب مع الرسول'' ہے...... یہودیوں نے ایک شرارت ایجاد کی تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر کہتے ''رَاعِنَا''

یعنی ہمارے لئے کچھ رعایت کیجئے، دینی احکام میں کچھ نرمی اختیار فرمایئے، کچھ مصلحت کا معاملہ فرمایئے، عربی زبان میں چوں کہ "راعنا" کا یہی معنی بنتا ہے اس لئے عام مسلمان اس لفظ میں چھپی یہود کی شرارت کو نہ سمجھ سکے۔ اور وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں یہ لفظ بول دیتے تھے۔ دراصل عبرانی زبان میں "راعنا" کے معنی بددعا اور مذاق کے ہیں۔ یہود جب یہ لفظ آں حضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں بولتے تو اُن کا مقصد نعوذ باللہ آپ کے ساتھ مذاق کرنا ہوتا تھا۔ جب وہ آپس میں بیٹھے ہوتے تو مخول سے کہتے کہ اب تو ہم نے اس لفظ کو مسلمانوں میں بھی عام کر دیا اور وہ بھی یہی لفظ کہنے لگے ہیں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ چونکہ عبرانی زبان جانتے تھے اس لئے انہوں نے یہود کی اس سازش کو بھانپ لیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''اللہ کے دشمنو! تم پر اللہ کی لعنت، اللہ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر آئندہ میں نے تم میں سے کسی کو یہ لفظ کہتے ہوئے سن لیا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا''۔ (صفوۃ التفاسیر)

یہود کی اس شرارت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو "راعنا" کہنے سے منع فرما دیا اور حکم دیا کہ وہ "اُنظُرنَا" کہا کریں۔ مطلب اگر کبھی رعایت وشفقت کی طلب ہو، نفس وجان کے ساتھ نرمی برتنے کا مشورہ عرض کرنا ہو تو "انظرنا" کہا کرو جس کا معنی ہے ہمارے حال پر نظر کیجئے وغیرہ۔ آگے فرمایا "وَاسمَعُوا" اور سنتے رہو، مطلب رسول اللہ ﷺ جب احکامِ الٰہی بیان فرمائیں، حکمت ونصیحت کا درس دیں تو خاموشی سے سنتے رہو۔ اس سے آگے فرمایا (وللکفرین عذاب الیم) کہ ''کافروں کے لئے تو دردناک عذاب ہی ہے۔'' یعنی کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر تو مہر لگ چکی ہے وہ اگر ایسی اخلاق سے گری ہوئی حرکت کرتے ہیں تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اگر مومن بندے بھی انہی کی نقل میں راعنا کہنے لگیں تو ہوسکتا ہے کہ انہیں بھی عذاب بھگتنا پڑے۔ اہل ایمان کو تو حکم ہے کہ وہ نبی ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو بھی بلند نہ ہونے دیں بلکہ حدِ ادب واعتدال میں رکھیں، (یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا أصواتکم فوق صوت النبی) یہ انتہا درجے کا ادب ہے کیوں کہ ادب ہی وہ خاص صفت ہے جو انسان کو علم وعمل میں ترقی کے درجات میں بلندی عطا کرتا ہے۔ پھر بحثیت امتی ہونے کے اہل ایمان کے لئے تو اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ ان کے دل ونظر بارگاہِ نبوی میں جھک جھک جائیں......

آہستہ سانس لے کہ خلافِ ادب نہ ہو
نازک ہے آئینے سے طبیعت حضور کی

باقی صفحہ ۱۰ پر